فیضان تاج الشریعہ جاری رہے گا

FAIZANE TAJUSHSHARIAH JARI RAHEGA

تاج الشریعہ

کی دینی وعلمی خدمات

علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب

استاذ: جامعہ اشرفیہ۔ مبارک پور اعظم گڑھ

/muftiakhtarrazakhan

/muftiakhtarrazakhan1011

/muftiakhtarraza

+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan
/muftiakhtarrazakhan1011
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ

کی دینی وعلمی خدمات

از قلم:

علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب

استاذ: جامعہ اشرفیہ۔ مبارک پور اعظم گڑھ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ کی دینی و علمی خدمات

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کے چشم و چراغ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی ذات علماء کرام اور مشائخ طریقت کے درمیان ایسے ہی ممتاز اور نمایاں تھی جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کی انجمن میں ممتاز اور نمایا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہری اور جمال باطنی دونوں دولتوں سے نوازا تھا۔ آپ علم شریعت وطریقت کے جامع اور صوری و معنوی خوبیوں کے مالک تھے۔ اس پر مستند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت وعقیدت اپنے بندوں کے دلوں میں اس طرح ڈال دی تھی کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے، عوام وخواص سبھی آپ کی زیارت کے مشتاق اور آپ سے مصافحہ اور دست بوسی کے لیے بے تاب نظر آتے، مجلس علماء میں آپ تشریف رکھتے تو بلا اختلاف آپ ہی میر مجلس ہوتے۔ آپ جہاں قدیم علوم وفنون سے آراستہ تھے وہیں جدید عربی وانگریزی زبان وادب پر ایسی کامل دسترس رکھتے تھے۔ کہ بلا تکلف دونوں زبانوں میں اہل زبان کی طرح لکھتے اور بولتے تھے۔

مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی کے فرزند ارجمند، حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے ، مفتیٔ اعظم ہند علامہ محمد مصطفی رضا نوری بریلوی کے نواسے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی وارث اور جانشین تھے۔

انسانی سماج میں تین طرح کے افراد پائے جاتے ہیں:

ایک: وہ جو اپنے اندر ذاتی خوبیاں اور کمالات رکھتے ہیں اور شخصی کمالات اور ذاتی خوبیوں کی بنیاد پر اپنی شہرت ومقبولیت کی فلک بوس عمارت قائم کرتے ہیں۔ اور

عوام وخواص سب کے دلوں میں محبوبیت کا مقام بناتے ہیں ۔دوسرے: وہ لوگ جوصرف اپنے آباو اجداد کی مقبولیت کے بل بوتے پر اپنی شہرت ومقبولیت کا سکّہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جب کہ خود ان کی ذات علمی محاسن سے اور روحانی کمالات سے عاری ہوتی ہے ۔تیسرے: وہ افراد جو جو ذاتی اور اضافی دونوں خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں کہ ایک طرف جہاں ان کی جہاں خود ان کی شخصیت علم وفضل سے آراستہ ہوتی ہے۔ وہیں دوسری جانب ان کے آباواجدا د کی شہرت ومقبولیت بھی ان کی پشت پناہی کرتی ہے ۔میرے ممدوح گرامی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت آخری قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں آپ کے روشن خاندانی پس منظر نے آپ کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔اس سے کہیں زیادہ آپ کے علمی وروحانی کمالات اور دینی وعلمی خدمات نے آپ کی شخصیت کو روشن اور تابناک بنایا ہے۔

حضرت تاج الشریہ کی ولادت ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۶۲؁ھ/ ۲۳ نومبر ۱۹۴۳؁ء کو منگل کے دن محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی ۔جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے رسم ''بسم اللہ خوانی'' کی ادائیگی کے لیے ایک شاندار تقریب سجائی اور دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ وطلبہ اور دیگر حاضرین کی موجودگی میں تاجدار اہل سنت حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''بسم اللہ خوانی'' کی رسم ادا کرائی۔ پھر آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر اپنے والدین سے حاصل کی اور فارسی وعربی کی تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ یہاں سے فراغت کے بعد مزید تعلیم کے لیے جامعہ از ہر مصر کا رخ کیا۔اور وہاں ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لے کر مسلسل تین سال تک تفسیر واصول تفسیر حدیث واصول حدیث اور دیگر متعلقہ علوم وفنون کی تعلیم پائی ۔اور ۱۳۸۶؁ھ/ ۱۹۶۶؁ء میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔

علمی خدمات:

تعلیم سے فراغت کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے علمی ودینی خدمات کا

آغاز فرمایا، اور پورے اخلاص وللّٰہیت جاں سوزی وتن دہی، شعور وآگاہی کے ساتھ گونا گوں علمی ودینی خدمات انجام دیں، اور تقریباً آخر تک یہ سلسلۂ خیر وبرکت جاری رہا۔ جب آپ کی خدمات پر نظر پڑتی ہے تو وہ مختلف آفاق کو روشنی بخشتی اور کثیر میدانوں میں اپنی علمی وفنی سوغات باٹتی نظر آتی ہیں۔ سر دست آپ کے علمی وفنی روشن کارناموں زریں خدمات کو درجہ ذیل خاکوں میں منضبط کیا جا سکتا ہے۔

(۱) تدریس (۲) تاسیس مدارس (۳) علمی وفقہی اور تحقیقی مجالس کی تاسیس یا سرپرستی (۴) فتوی نویسی (۵) ترجمہ (۶) تصنیف وتالیف (۷) تنقید وتحقیق (۸) شعرو شاعری۔

اب ذیل میں ان میں سے بعض گوشوں کی کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔

تدریس:

آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ مصر سے ۱۹۶۶ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے جد کریم اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان کے قائم کردہ دار العلوم منظر اسلام، محلہ سوداگران بریلی شریف میں باضابطہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا اور پوری تیاری کے ساتھ مفوضہ درسی کتابیں پڑھاتے رہے، ایک مدت تک آپ نے اس مرکزی دار العلوم میں علم وفن اور فکر وتحقیق کے آبدار موتی لٹائے۔ علمی گتھیاں سلجھائیں، تحقیق وتدقیق کے تہ نشیں موتیوں کو طلبہ کے سامنے واشگاف کیا۔ پیچیدہ سوالات کے عالمانہ اور محققانہ جواب دیے۔ جہالت وناخواندگی کی وادیوں میں بھٹکنے والو ں کو علم وآگاہی کی منزل سے آشنا کیا۔ اس دوران بہت سے تشنگان علوم نے آپ کے چشمہ صافی سے اپنی علمی پیاس بجھائی اور مسند ارشاد وتدریس کی زینت بنے۔

فتوی نویسی:

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے تعلیم سے فراغت کے بعد فتوی نویسی کا آغاز فرمایا۔ ابتداء میں بحر العلوم، حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین مونگیری کو اپنے فتاوے دکھاتے تھے۔ پھر اس فن کی باریکیاں اور نزاکتیں اپنے شیخ ومرشد اور نانا جان حضور مفتیٔ

اعظم ہند علیہ الرحمہ سے سیکھیں اوران کی نگرانی میں ایک مدت تک فتوی نویسی کرتے رہے۔ فتوی نویسی کا فن کا وہ خاردار وادی ہےجس میں ہر فارغ التحصیل عالم وفاضل، خواہ وہ کتنا ہی علم وفن کا ماہر ہو۔آسانی کے ساتھ قدم رخنہ نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اس کے لیے علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ میں مہارت کے ساتھ کسی ماہر تجربہ کار مفتی کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تیہ کرنا اوراپنے لکھے ہوئے جوابات سنا کر اصلاح لینا ضروری ہے۔اس طرح اس فن کو بڑی حدتک علم طب سے مشابہت ہے جوصرف فنی کتابیں پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لیے کسی طبیب حاذق کے مطب میں رہ کر باضابطہ عملی مشق کرنا ضروری ہے۔اس کو یوں سمجھئے کہ ایک ڈاکٹر کوئی اہم ڈگریاں حاصل کرلینے کے بعد بھی قانونی طور پرآپریشن کرنے کی اجازت نہیں ملتی جب تک وہ کسی ماہر سرجن کے پاس رہ کر سرجری اور آپریشن کی مشق کرکے کامل نہ بن جائے۔ بلکہ ڈاکٹر کوصرف فراغت کے بعد مطب کرنے کی بھی اجازت نہیں ملتی جب تک وہ ہاؤس جاب'' نہ کرلے۔یعنی کسی اسپتال میں جاکر کہنہ مشق ڈاکٹروں کی نگرانی میں ایک مدت تک امراض کی تشخیص اورنسخہ کی تجویز کی مشق نہ کرلے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''ردوہابیہ اور افتاءیہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی پڑھنے سے نہیں آتے۔ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھے کی ضرورت ہے۔میں بھی ایک حاذق ڈاکٹر کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت ،وہ دن ،وہ جگہ،وہ مسائل جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش جاں فشانی سے نکالا اس کی تائدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں۔مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے اک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب رد ہوگئے۔''

خود تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی فتوی نویسی کے بارے میں رقم طراز ہیں :''جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دل چسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع کیا

۔شروع شروع میں مفتی محمد افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔اور کبھی کبھی حضرت (مفتیٔ اعظم ہند) کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔''

اس طرح حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ جیسے عبقری فقیہ باکمال مفتی کی نظر عنایت، حسن تربیت کے ساتھ آپ کی خداداد صلاحیت، ذہانت و ذکاوت، دیدہ وری، دور اندیشی، اور مطالعہ کے ذوق وشوق نے آپ کو عوام وخواص کا معتمد بنا دیا۔اور فقہ وافتاء کی جامعیت اور تفوق کی بنا پر آپ علمی حلقوں میں ''جانشین مفتیٔ اعظم'' کے لقب سے مشہور ہو گئے، جس کے آپ بجا طور پر مستحق اور صحیح مصداق تھے۔''

آپ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند کے زمانے میں کثیر فتاویٰ لکھے، اور ان کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اگرچہ بعد میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کی جانشینی کی وجہ سے آپ کے دینی و دعوتی اسفار اور دیگر اہم مصروفیات کی بنا پر روز بروز اس میں کمی آتی گئی۔لیکن آپ کے دارالافتاء میں آنے والے پیچیدہ اور اہم سوالوں کے جوابات یا تو آپ خود لکھوا دیتے یا اپنے نائبین میں سے کسی کو ضروری ہدایت دے کر لکھنے کا حکم دیتے ۔اس طرح آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ وہ تقریباً پانچ جلدوں میں مشتمل ہوں گے۔

جب ہم تاج الشریعہ کے فتاویٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ نہ صرف ایک ماہر فن مفتی کے تمام اوصاف کے جامع نظر آتے ہیں بلکہ معتبر اور مستند مفتیان کرام کے درمیان ممتاز اور نمایاں حیثیت کے مالک دکھائی دیتے ہیں۔

اب ہم ذیل میں آپ کے فتاویٰ میں سے ایک فتویٰ مع سوال کے نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔جو ہمارے دعوے کے ثبوت کے لیے کافی ہوگا۔

سوال: کیا اسلام کے نزدیک نسبندی جائز ہے؟

الجواب: بعون الملک الوہاب: نسبندی شرعاً حرام ہے۔اور یہ ایسی حرام بین

ہے کہ جس کی حرمت میں عالم تو عالم کسی جاہل غبی کو بھی ادنی شک نہیں۔

اولا: کون نہیں جانتا کہ بلاضرورت شرعیہ ننگا ہونا حرام ہے اور بے حیائی کا کام ہے اور اس امر کی قباحت نہ صرف اسلام بلکہ دیگر مذاہب میں ثابت ومقرر ہے۔ پھر اس پر آدمی کا دوسرے کے عضوغلیظ کا چھونا قباحت بالائے قباحت ہے۔

ثانیا: یہ تغییر خلق اللہ ہے اورتغییر خلق اللہ شرعا حرام اور شیطانی کام ہے۔ اور شیطان نے اللہ تعالیٰ سے یہی کہا تھا ''**ولا مرنهم فليبتكن اذان الانعام ولا مرنهم فليغرن خلق الله** الآیۃ'' (میں لوگوں سے کہوں گا تو وہ چوپایوں کے کان کاٹیں گے۔ اور خدا کی بنائی ہوئی چیز کو بدل ڈالیں گے) اس آیت کریمہ سے تغییر خلق اللہ کا ہر فرد ناجائز و ممنوع ہوگیا۔ مگر وہ جس پر شرعا دلیل قائم ہو وہ شرعا اس دلیل سے جائز ہوگا مثلا ختنہ کرنا مطلوب ہے، اورنسبندی کو ختنہ پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ بایں وجہ کہ یہ دلیل شرعی سے جائز ہوا۔ ایسی ہی دلیل اس کے لیے بھی مطلوب ہے، جو اس کوتغییر خلق اللہ کے عموم سے خاص کر کے نکال دے اور وہ یہاں مفقود ہے۔ پھر یہ کہ ختنہ اصلا تغییر خلق اللہ ہے ہی نہیں کہ جب شرعا مطلوب ہے تو معلوم ہوا کہ اس کھال کو رب العزت نے کٹنے کے لیے ہی پیدا فرمایا اور پھر اس کے کاٹنے میں فائدہء نظافت عضو ہے۔ اور نظافت شرعا وعرفا محمود ومقصود ہے تو معلوم ہوا کہ تغییر خلق اللہ ایسے جزو بدن کو کاٹنا ہے جس کا شرع مطہر نے حکم نہ فرمایا ہو۔ نہ اس کے کاٹنے میں فائدہ ہو اور نہ اس کے کاٹنے کی ضرورت شرعیہ ہو۔ اس نسبندی کا یہی حال ہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں، بلکہ قطع رگ سے ضرر ہے جو معلوم ومحسوس ہے۔ نہ شرع مطہر نے اس کا حکم دیا ہے، نہ ضرورت شرعیہ ہے۔ بالجملہ اسے ختنہ پر قیاس کرنا باطل۔

یوں ہی یہ امر بھی اس کی دلیل جواز نہیں بن سکتا کہ فقہاء نے عورت کو بضرورت شرعیہ اپنے رحم کا منھ بند کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی بطور بحث فرمایا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مذہب حنفی کی اس باب میں کوئی روایت نہیں۔ بس بعض فقہاء کی ایک بحث ہے، تو اگر اسے اجازت مان بھی لیں تو وہ بربنائے ضرورت ہے یہاں ضرورت نہیں

۔اور فقر و فاقہ کا خوف موہوم ہرگز ضرورت شرعیہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق الآیۃ''

(فقر کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو) بلکہ فقر حاضر بھی ضرورت شرعیہ اور وجہ جواز اس فعل کی نہیں بن سکتا۔قال تعالیٰ

''لاتقتلوا اولادکم من املاق''الآیۃ

(فقر کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرنے کا حکم فرمایا۔حدیث میں ہے: ''تزوجو الودود'' (زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کہ میں تمہاری کثرت سے اگلی امتوں پر غالب آؤں) یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ مقصد شرع کے مخالف ہے۔

پھر سد فم رحم بغیر دوسرے مرد کے سامنے ننگے ہوئے خود یا شوہر کے ذریعہ بھی ممکن اور نسبندی بغیر ننگے ہوئے ناممکن۔ظاہر کہ اس پر بھی قیاس کرنا باطل ہے۔و اللہ الحمد

اور ازاں جا کہ ضرورت شریعہ وہ کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔اور جو بہ ضرورت مباح ہوگا اسی ضرورت کے بمقدار مباح ہوگا۔اس سے آگے نہیں۔''الاشباہ والنظائر''میں فرمایا۔:''**وما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا**'' اس کا مقتضی یہ ہے کہ سد فم رحم اسی صورت میں جائز ہو کہ عزل وغیرہ ادویہ کی تدبیر نہ بنے نیز یہ کہ اتنی ہی دیر تک اس کی اجازت ہو جب تک ضرورت قائم ہو۔یہاں سے ظاہر ہوا کہ سد فم رحم وغیرہ تدابیر عارضی ہیں۔نہ کہ دوامی اور نس بندی منع حمل کی دائمی تدبیر ہے اور ہماری شرع مطہر میں ایسی تدبیر کی ہرگز اجازت نہیں جس کا انجام تعقیم اور ہمیشہ کے لیے پیدائش نسل کا رک جانا ہو۔ اسی لیے حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:''**لاخصاء فی الاسلام**'' اسلام میں خصی ہونا جائز نہیں) اس سے صرف یہ سمجھنا کہ حدیث میں صرف خصیوں کو نکالنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے قصور فہم ہوگا۔ہرگز ایسا نہیں۔بلکہ وہی ہے جو ہم نے کہا کہ تعقیم ہماری شریعت مطرہ میں امر ممنوع و مذموم ہے۔اور یہ قباحت جس طرح خصی

ہونے میں ہیں اسی طرح نسبندی میں موجود ہے۔تونس بندی حرمت میں خصاء کی بلاشبہ نظیر ہے۔

اس پر یہ معارضہ کرنانس بندی خصاءنہیں ،کہ اس میں خصے کاٹ دیئے جاتے ہیں اوراس میں ایسانہیں ہوتا، جہالت بے مزہ ہے کہ اس کا مدعی ہی کون ہے کہ یہ بعینہ خصاء ہے۔مزید براں بعض ڈاکٹروں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اس میں خصیے کے اندر کی رگوں کو کاٹ کر باندھ دیا جا تا ہےتو یہ اس بنا پر خصا ہے اس لیے کہ باعتبار مصداق کے کل خصیے کو، یا اس کے کسی جز کا کاٹنے میں تفاوت نہیں ہے۔''خصیہ بریدن'' دونوں پر صادق ہے، یہ اور بات ہے کہ اس کانس بندی کا نام خواہ کچھ اور رکھا جائے۔اور اس فعل کو عزل پر قیاس کرنا محض باطل ہے۔

اولا: عزل اپنی منکوحہ سے جائز ہے۔اس میں شرعا وعقلا کوئی بے حیائی نہیں۔ اورنس بندی بے حیائیوں کا ارتکاب،واللہ لا یامر بالفحشاء،ثانیا:عزل بےضرر ہےاوراس میں ضرر ہے۔تواگرضرورت بھی ہوتو جائز بےضرر طریقہ موجود ہوتے ہوئے ایک حرام و مضر طریقے کی شرعا اجازت نہیں ہوسکتی ،ثالثا :عزل عارضی تدبیر ہے،اور یہ تعقیم ہے جو دائمی ہے اور یہ شرعا حرام ہے ۔ رابعا: عزل کو بھی حدیث میں ناپسند فرمایا اور اسے ''ذالک الوادالخفی'' کہہ کرمقصد شرع جو نکاح کے ذریعہ افزائش نسل ہےاوراسی لیے شرع مطہر نے نکاح کی ترغیب فرمائی اور اس سے بے زاری پر وعید سنائی کہ ''النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی'' (کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے میری سنت سے انکار کیا وہ مجھ سے نہیں)اوراسی لیے عیسائیوں کی رہبانیت کو جوتجرد کی زندگی سے عبارت تھی۔:''لا رھبانیہ فی الاسلام'' کہہ کر باطل فرمایا۔تو یہ عمل عزل کی اگرنظیر ہے تو ناپسندیدگی اور منافات مقصد شرع میں ہے بلکہ اس سے کئی گنا زائد ہے۔

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ بعض کتابچوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ فقہاء نے بہ ضرورت ایک سوبیس دن کا حمل گرانے کی اجازت دی ہےتو وہ بہتان فقہا نے بہ ضرورت

اس وقت حمل گرانے کی اجازت دی ہے ، جب کہ وہ ایک سو بیس دن کا نہ ہو ، اور بلاضرورت شرعیہ نہ ہو اور تصریح فرمائی۔ کہ اس صورت میں عورت پر قتل ولد کا گناہ لازم ہوگا اور عورت پر دیت لازم آئے گی۔

در مختار میں منظومۂ وہبانیہ سے ہے : ''**ویکرہ ان تسقی لاسقاط حلمھا وجاز لعذر حیث لایتصور ، وان اسقطت میتافقی السقط غرۃ لوالدہ من عاقل لام تحضر۔**''

ردالمختار میں ہے :

''وفی الذخیرۃ : لوارادت القاء الماء بعد وصولہ الی الرحم قالوا : ان مضت مدۃ ینفخ فیہ الروح لایباح لھا ، و قبلہ اختلف المشائخ فیہ۔ والنفخ مقدر بماۃ و عشرین یوما بالحدیث اھ قال فی الخانیۃ : ولا اقول بہ لضمان المحرم بیض لصید لانہ اصل الصید فلااقل من انیلحقھا ! ثم ، وھذا لوکان بلاعذر۔''

بالجملہ نس بندی کی مذہب اسلام میں کوئی وجہ جواز نہیں دیگر طریقے شخصی طور پر بہ ضرورت و بہ قدر ضرورت جائز ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کریم پر توکل کریں۔ کہ اس نے اپنے ذمہ کرم پر ہر جاندار کا رزق لیا ہے اور اس فعل سے بچیں۔ ہم حکومت ہند سے یہی کہیں گے کہ وہ مسلمانوں کے مسئلہ شرعیہ کا احترام کریں۔ اور انہیں مجبور نہ کریں ، واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹۷۶/۹/ ء

حضرت تاج الشریعہ کا گراں قدر اور عظیم الشان فتویٰ ایک دو ورقی پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا تھا اور اس پر ذیل علماء کرام ومفتیان عظام کی ان الفاظ میں تصدیقات وتائیدات ہیں۔ نس بندی کے جواز پر جو کچھ اساسی دلائل ہیں اس مختصر فتویٰ میں حضرت علامہ ازہری صاحب نے ان کا سب بہت ہی منقح جواب مرحمت فرمایا اور نس بندی کے

عدم جواز پر جو کچھ ٹھوس دلیلیں قائم کر دیں ۔الحمد للہ علیٰ ذالک ونفع اللہ بہ المومنین ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
ضیاء المصطفی قادری

صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
ریاض احمد سیوانی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف
الجواب الجواب :اللہ تعالیٰ اعلم فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہ۔
الجواب صحیح والجواب والمجیب مصیب وشباب
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی
دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

بہر حال حضرت تاج الشریعہ کے شاندار مدلل فتوے اور دیگر فتاوی کے مطالعہ سے یہ بات بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ کے فتاوی وقواعد کے اعلیٰ معیار پر کھرے اترتے ہیں۔ان سے آپ کے تبحر علم ،وسعت مطالعہ،فقہی بصیرت، عالمانہ زرف نگاہی زور استدلال ،نکتہ سنجی ،دقیقہ بینی ،علمی وفنیی استحضار کا واضح ثبوت فراہم ہوتا ہے۔میری دانست میں آپ کے فتاوی ان تمام خوبیوں کے جامع ہوتی جو ایک استاد فن اور ماہر مفتی کے فتوؤں میں ہوتی ہے۔وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) کتاب اللہ سے استدلال ،(۲) حدیث نبوی سے استدلال (۳) اجماع امت سے استدلال (۴) فقہی جزیات سے استدلال (۵) متعارض دلائل میں تطبیق (۶) ناسخ ومنسوخ ومطلق مقید کی تعیین وتوضیح (۷) فتویٰ میں تحقیق وتنقیح مناط کا لحاظ (۸) عرف ناس وحالات زمانہ کی رعایت (۹) شرعی مسائل کے اسرار حکم کی وضاحت، (۱۰) سائل کی الجھن کا زالہ۔(۱۱) جواب کے بین السطور سے پیدا ہونے ولاے سوال مقدر کا جواب (۱۲) جدید اور نو پید مسائل کے احکام کی محققانہ تخریج (۱۳) بدمذہبوں کے دلائل کا جواب۔اوران پر علمی وفنی گرفت (۱۴) رسم المفتی اور آداب افتاء کی رعایت (۱۵) عناد

پر مبنی مسائل کا مسکت اور الزامی جواب ۔(۱۶) جواب میں اختصار اور معیت (۱۷) جواب میں غیر ضروری تشقیق سے پرہیز (۱۸) نازک اور مشکل حالات میں پوری جرأت اور جسارت کے ساتھ حکم شرعی کا برملا اظہار و اعلان (۱۹) حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی مسائل میں دخل اندازی سے باز رہنے کا مشورہ (۲۰) اسباب ستہ ضرورت حاجت، عموم بلوی، عرف و تعامل، ازالہ فساد موجود و مظنون بظن غالب اور دینی و ضروری مصلحت کی تحصیل میں سے کسی کے پائے جانے کی ضرورت میں شریعت مطہرہ کی جانب سے ملنے والی تخفیف کا لحاظ وغیرہ۔

ترجمہ کے میدان میں:

ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی حضرت تاج الشریعہ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ درحقیقت ترجمہ ایک فن ہے ایک آرٹ ہے۔اس کو ایک آسان کام سمجھ لینا عقل مندی نہیں۔محض دو زبانیں جاننا ترجمہ نگاری کے لیے کافی نہیں۔ہمارے ملک میں ہر پڑھا لکھا شخص کم سے کم دو تین زبانیں جانتا ہے۔لیکن ان میں سے ہر شخص ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن آسانی سے نہیں آتا۔اس کے لیے مشق اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہو۔کہ عبارت بے ترتیب ہے۔یا عبارت میں پیوند کاری کی گئی ہے۔کما حقہ ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے۔یہ نگینہ جڑنے کا فن ہے۔ترجمہ میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب جوں کا توں باقی رہے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ترجمہ محض بے روح نقالی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں اصل کو پورا خیال اور مفہوم، اسی لوچ یا نرمی یا اسی درشتی اور سختی، اسی جاذبیت اور دل کشی یا اسی بے کیفی اور بے رنگی کے ساتھ یا اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور زبان کا بھی ویسا ہی معیار ہو۔

صحیح معنی میں کما حقہ ترجمہ نگاری کے لیے کم از کم تین شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) جس زبان سے ترجمہ کیا جا رہا ہے اس زبان کی لغت اصطلاحات اور محاوروں سے کسی قدر ادبیات سے اور تھوڑی بہت تاریخ سے، واقفیت اور نکھرا ہوا ذوق ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس زبان کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اس زبان پر بھی ترجمہ کرنے والے کو ماہرانہ عبور حاصل ہو یا وہ اصل عبارت یا اصل تصنیف والی زبان میں خود بھی اسی طرح بے تکلف اور بے تکان لکھ سکتا یا بول سکتا ہو۔ بلکہ اس زبان کا صرف کتابی علم کافی ہے اگر اصل عبارت یا اصل تصنیف کی زبان کا علم صرف کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو اور اچھا ہے۔ اور اگر کتابی علم نہ ہو تو زبان کی باریکیاں اور اصل قلم کار کے خیال کی نزاکتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ اصل عبارت کی نوک پلک پر ترجمہ کرنے والے کا دھیان نہیں جائے گا۔

(۱) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ماہرانہ عبور حاصل ہو، اصل تصنیف کی زبان سے کہیں زیادہ قدرت اس زبان میں ہونی چاہیے۔ جس میں ترجمہ کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ اس زبان میں خود لکھ لینے کی اچھی خاصی مشق اور اس کا پہلو دار علم ہونا چاہیے۔ پہلو دار علم سے مراد یہ ہے کہ اس کے مخرج کا جہاں جہاں سے وہ سیراب ہوئی ان سرچشموں کا اس کے نشیب و فراز کا علم ہو۔ الفاظ کہاں سے آئے کس طرح آئے ان کے لغوی معنی کیا تھے۔ اصطلاحی معنی کیا ہوں گے۔ ان کے حقیقی معنی کیا تھے۔ مجازی معنی کیا ہوں گے۔ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ان کے روزمرہ اور ان کی محاورے کیوں کر بنے۔ ان میں مختلف اوقات میں کیا تبدیلیاں ہوئیں ایک لفظ اپنے دامن میں کتنے معانی رکھتا ہے۔ اور ایک مادہ سے کون کون سے الفاظ کس کس طرح بن سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جس عبارت یا تصنیف کا ترجمہ کرنا مقصود ہے اس کے موضوع اور فن سے مناسب حد تک واقفیت ہو کیوں کہ موضوع اور فن کے بدلنے سے بسا اوقات الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ یا ایک ہی ترکیب کے ادب میں کچھ اور معنی ہوتے ہیں۔ نحو میں کچھ اور ہوتے ہیں صرف میں کچھ اور، اور منطق میں کچھ اور معنی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ کلمہ کو لے لیجئے لغت میں بات خطبہ

اور قصیدہ کے معنی میں آتا ہے، نحو وصرف میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ لفظ جو معنی مفرد رکھتا ہو اور اہل منطق کے اصطلاح میں کلمہ کا وہی معنی ہے جو نحویوں کے نزدیک ''فعل'' کا ہے اب اگر ترجمہ کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ کا کس فن میں کیا معنی ہے اور وہ لغت کی مدد سے کردے گا تو کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ عبارت کا سارا مفہوم غارت ہو جائے۔ اور ترجمہ، ترجمہ کے بجائے ''رجم'' (عبارت کی سنگساری اور قتل وخون) کا باعث ہوجائے۔ موضوع اور فن کی واقفیت سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اگر عبارت علم معاشیات کی ہے تو معاشیات کی چند اصطلاحیں جان لی جائیں، یا اگر عربی موضوع ہے تو پہلے سے تھوڑی بہت ادبی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے بلکہ اصل موضوع سے واقفیت کے معنی کچھ اور بھی ہیں۔ اس کے یہ بھی معنی ہے کہ اگر کسی صاحب طرز ادیب مخصوص رجحان اور خاص مصنف کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہو تو اس ادیب یا مصنف کے طرز فکر سے اس کے رجحان اور زندگی کی خاص ذہنیت سے آگاہی ہو ضروری نہیں کہ پہلے سے اس کی تمام تصانیف کا مطالعہ ہو بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کی سوانح عمری یا زندگی کی خاص خاص حالتیں اور اس کے طرز بیان کی متعلق دوسروں کے رائیں معلوم کر لی جائیں۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو کم از کم شرط یہ ہے کہ جس تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اسے خوب غور سے ایک بار اول وتا آخر پڑھ لیا جائے اور اگر زیر ترجمہ تصنیف پر دوسروں کی رائیں، تبصرے یا تنقیدیں یا تعارف مل سکیں تو ان پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ اس کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا جائے۔ یہ اچھی ترجمہ نگاری کے لیے ضروری اور بنیادی باتیں ہیں۔ مترجم، ترجمہ نگاری کے دوران ان کا جس حد تک لحاظ کرے گا۔ اور خود اس کی ذات ان اوصاف وشرائط پر جس حد تک پوری اترے گی۔ اس کا ترجمہ اتنا ہی عمدہ وشاندار اور اصل عبارت یا تصنیفات کے مفہوم کو ادا کرنے والا ہوگا۔

اب اس کی روشنی میں جب ہم حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک اوصاف وشرائط کا جامع پاتے ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں اردو تو ان کی مادری زبان ہی

ہے اورعربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں ان دونوں زبانوں میں وہ بلا جھجھک اور برجستہ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اسی لیے ترجمہ نگاری کے بعد آپ کے نوک قلم سے کئی اہم اور شاندار کام عالم وجود میں آئے ہیں جو قلب ونگاہ کے لیے سامان تسکین فراہم کرتے ہیں ۔وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ترجمہ ''المعتقد المنتقد'' والمستند والمعتمد'' (عربی سے اردو)

(۲) ''فقہ شہنشاہ بان القلوب بیدہ المحبوب بعطاء اللہ'' (اردو سے عربی)

(۳) ترجمہ ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی'' (عربی سے اردو)

(۴) عطایا القدیرف حکم التصویر'' (اردو سے عربی)

(۵) ''اھلاک الوہابیین'' (اردو سے عربی)

(۶) ''تیسیر الماعون'' (اردو سے عربی)

(۷) الھادالکاف فی احکام الضعاف'' (اردو سے عربی)

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔

ان میں سے کچھ کتابوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔

المعتقد المنتقد والمستند والمعتمد بنام تجاۃ الابد

المعتقد المنتقد عربی زبان میں خاتم المحققین علامہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمۃ والضوان (م ۱۲۸۹ھ) کی عربی زبان میں گراں قدر وار عظیم الشان تصنیف ہے یہ کتاب عقائد وکلام کے موضوع پر بے بےنظیر اور یگانہ ہے۔اس کتاب میں ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ ہے۔مقدمہ میں حکم کی تینوں قسم عقلی، مادی اور شرعی کو بیان کرنے کے بعد حکم عقلی کی اقسام کو بھی بیان کیا گیا ہے جب کہ باب اول الھیات باب دوم عقائد نبوت باسوم مسائل سمعیہ اور باب چہارم مسائل امامت کبری کے بیان میں ہے اورخاتمہ، کتاب میں ایمان وکفر اور بدعت وبدعتی سے متعلق کچھ احکام کی تفصیل ہے۔

کتاب اہمیت وافادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی نے اس کو چھپوانے کا ارادہ فرمایا اور بمبئی کا چھپا ہوا ایک نسخہ انہیں دست یاب ہوا تو

انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کی بارگاہ میں تصحیح کے لیے بھیجا۔ تصحیح کے دوران اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے محسوس کیا کہ اس پر جابجا حواشی اور تعلیقات کی ضرورت ہے، کثرت مصروفیات کی وجہ سے آپ نے اس پر بہت زیادہ تفصیلی حواشی کے بجائے جگہ جگہ مختصر جامع تعلیقات رقم فرمائے اور پھر بعض اہم مقامات پر علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی گزارش پر تفصیلی حواشی بھی لکھے۔

اوران کا نام ''المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد'' رکھا جس سے ۱۳۲۰ھ کے اعداد نکلتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ اتنی عجلت اور سرعت سے یہ تعلیقات لکھیں کہ خود فرماتے ہیں کہ ان الطبع جارو العلم سار و فرصتی معدومۃ و اشغالی معلومۃ (یعنی ادھر طباعت کا کام جاری ہے اور ادھر میرا قلم رواں ہے۔ فرصت معدوم ہے اور (میری) مصروفیات (سب کو معلوم ہے) مگر اس کے باوجود تعلیقات کتاب کی ایک جامع گراں قدر اور شاندار شرح بن گئیں۔ اور اس میں اس دور کے بہت سے گمراہ اور بددین گروہوں کا واضح حکم اور جامع بیان بھی آ گیا۔ الحمد للہ یہ کتاب مع شرح جامعہ اشرفیہ مبارک پوری کی سربراہی میں تنظیم المدارس اہل سنت کے لیے تشکیل ہونے والے جدید نصاب تعلیم میں شامل کی جا چکی ہے۔ اور اس کے درس کا سلسلہ بھی جاری ہو چکا ہے۔ ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء میں ''المجمع الاسلامی مبارک پور کی زیر نگرانی رضا اکیڈمی بمبئی جب نئے انداز میں اس کی طباعت کرانی چاہی تو استاد گرامی صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تصحیح و تجدید اور گراں قدر عالمانہ عربی مقدمہ کے ساتھ اس کی شاندار طباعت کرائی۔

اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے اردو زبان میں اس دونوں کتابوں کا شاندار گراں قدر اور وقیع ترجمہ فرمایا۔ یہ ترجمہ اتنا عمدہ سلیس اور شستہ ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ اردو زبان میں مستقل حیثیت رکھتا ہے، اس میں اصل کے الفاظ کی مکمل رعایت کے ساتھ مضمون کو بہت واضح انداز میں اس

طرح ادا کیا گیا ہے کہ سلاست وروانی کہیں بھی متاثر نہیں ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ علم کلام کی کتابوں میں فلسفہ ومنطق کے مباحث اور اصطلاحیں کثرت سے استعمال کی جاتی ہیں۔ جس کو عربی زبان سے منتقل کر کے اردو کے تالیف میں ڈھالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن حضرت تاج شریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی لسانی وادبی کمال ومہارت سے اس کو بہت آسانی کے ساتھ عمدہ پرائے میں اردو زبان میں کر دکھایا ہے۔ اب ذیل میں اصل کتاب کی عبارت کے ساتھ ترجمہ کا ایک نمونہ اقارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ جس سے ترجمہ کی عمدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عربی عبارت از امام احمد رضا قدس سرہ

ومنهم المرزائية ونحن نسيمهم الغلامية ونسبة الى غلا م احمد القاديانى دجال حدث فى هذه الزمان فادعى اول مماثله المسيح وقد صدق والله فانه مثل المسيح الدجال الكذاب ثم ترقى به الحال فادعى الوحى وقد صدق والله لقوله تعالیٰ شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرور اما نسبتا الایحاء الی الله سبحانه وتعالیٰ جعله کتابه به ابراهین الغلامیه کلا م الله عزوجل فذالک ایضا مما اوحی الیه ابلیس ان خذ منی وانسب الی آله العالمین ثم صره یادعاء النبوت الرسالة وقال هو الله الذی ارسل رسوله فی قادیان وزعم ان مما نزل الله تعالیٰ علیه انا انزلناه لقادیان الحق نزل وزعم انه هو احمد الذی بشر به بن البتول وهو المراد من قوله تعالیٰ عنه مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد وزعم ان الله تعالیٰ قال له انک انت مصداق هذه الاٰیه۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهر علی الدین الکله ثم اخذ یفضل نفسه اللئیمة علی کثیر من الانبیاء والمرسلین صلوات لله تعالیٰ وسلامه علیهم اجمعین، وخص من بینهم کلمة الله وروح الله ورسول الله عیسی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقال

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

ای اترک ذکرا ابن مریم فان غلام احمد افضل منه، واذ قداوخذبانک
تدعی مما ثلة عیسی رسول اللّٰہ صلی علیہ الصلوۃ والسلام، فاین تلک آیة
الباہرۃ التی ان بہا عیسی کاحیاء الموت وابرأ او الاکمہ والابرص وخلق ہیٔة
الطیر من الطین، فینفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ تعالیٰ فاجاب بان عیسی
انما کان یفعلھا بمسمریزم اسم قسم من الشعوذۃ بلسان انکلترہ قال ولانی
اکرہ امثال ذالک لاتیتہ بہا واذ قد تعود الانبیاء عن الغیوب الاٰتیة اکثیرا،
ویظہر فیہ کذبہ کثیرا، بشیرا، داوی داء ہ ھٰذا بان ظہور الکذب فی اخبار
الغیب لاینافی النبوۃ فقد ظہر ذالک فی اخبار اربع ماۃ من النبیین واکثر من
کذبت اخبار ہ عیسی و جعل یصعد مصاعدہ الشکاوۃ حتی عد من ذالک
واقعة الحدیبیة فلعن اللّٰہ من اذی رسول اللّٰہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم ولعن من
اذی احد من الانبیاء صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ انبیائہ وبارک وسلم۔

ترجمہ از تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

اور انہیں میں سے مرزائی فرقہ ہے۔ اور ہم ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرکے غلامی کہتے ہیں۔ یہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں نکلا، تو پہلے اس نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم اس نے سچ کہا وہ جھوٹے مسیح دجال کے مثل ہے۔ پھر اس کی حالت نے ترقی کی تو اس نے اپنی طرف وحی کا دعوی کیا، بے شک وہ خدا کی قسم سچا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

”شیاطین الانس و الجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول الغرورا“
(سورۃ الانعام، آیت ۱۱۲)

آدمی اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے۔ بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان)

رہا اس کا دعویٰ (عزم) وحی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور اپنی کتاب براہین غلامیہ کو، کلام اللہ عزوجل قرار دینا تو یہ بھی ان باتوں سے ہے جو ابلیس نے اس سے چپ

کے سے کہہ دیں کہ تو مجھ سے لے لے اور الہ العالمین کی طرف منسوب کر دے۔

پھر کھل کر اس نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا۔ اور کہا وہی ہے اللہ جس نے اپنے رسول کو قادیان میں بھیجا اور اس نے یہ کہا اللہ نے جو اتارا اس میں یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو قادیان میں اتارا۔ اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا اور یہ گمان کیا کہ یہ وہی احمد ہے۔ جس کی بشارت مریم کے بیٹے نے دی اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے، جس میں اللہ نے فرمایا: اس رسول کی خوش خبری دیتا ہے جو میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ اور اس کا گمان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: بے شک تم اس آیت کے مصداق ہو، **والذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کلهٗ**
(سورۃ الفتح آیت ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (کنز الایمان)

پھر اپنی کمین ذات کو بہت سارے انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم وسلامہ اجمعین سے افضل بتانے لگا اور نبیوں، رسولوں میں کلمۃ اللہ، روح اللہ کو خاص کر کے کہا، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

اور جب اس سے مواخذہ کیا گیا تو عیسی رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے جیسے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہے وہ ظاہر نشانیاں جو عیسی علیہ السلام لائے جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مادر زادے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا۔ اور مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا۔ پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا پرندہ ہو جاتا۔ اس نے جواب دیا عیسی یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے۔ (مسمریزم عربی زبان میں ایک قسم کا شعبدہ ہے) تو اس نے کہا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں ان جیسی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں تو میں ضرور دکھاتا اور جب مستقبل میں ہونے والی غیب کی خبریں بہت بتانے کا عادی ہوا اور ان پیشنگوئیوں میں اس کا جھوٹ بہت زیادہ ظاہر ہوتا۔ اپنے مرض کی اس نے یوں کی غیبی خبروں کا جھوٹ ہونا نبوت کے منافی نہیں۔ اس لیے یہ بے شک چار سو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا

اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور بدبختی کے زینوں میں چڑھتے چڑھتے اس درجہ کو پہنچا کہ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا۔ تو اللہ کی لعنت ہو اس پر کہ جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذاء دی اور اللہ کی لعنت اس پر ہو کہ جو انبیاء میں سے کسی کو ایذاء دے وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیاءہ وبارک وسلم

(۲) الھاد الکاف فی احکام الضعاف

یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ والرضوان کے درج ذیل تین رسالوں کا عربی میں ترجمہ ہے۔ (۱) منیر العین فی حکم تقبیل الا بہامیں (۲) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۳) مدارج طبقات الحدیث۔ یہ تینوں رسالے فتاوی رضویہ جلد دوم کتاب الصلوٰۃ والا قامۃ میں شامل ہو کر چھپ چکے ہیں جو جہازی سائز کے ایک سو چھ صفحات کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ان میں پہلا رسالہ مستقل اور بعد والے دونوں ضمنی رسالے ہیں۔

پہلے رسالے میں اسم رسالت سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کا جواز واستحسان عالمانہ، فقیہانہ اور محدثانہ انداز میں آفتاب نصف النہار کی طرح واضح اور عیاں کیا گیا ہے۔ اور دوسرے رسالے میں طبقات حدیث مدارج کو نہایت محدثانہ اندازمیں بیان کیا گیا ہے۔ ان رسالوں میں تیس جلیل القدر محدثانہ افادات اور بارہ عظیم المرتبت، عالمانہ فوائد میں ہیں جن میں حدیث ضعیف کے احکام بڑے شرح وبسط سے ائمہ حدیث کی واضح تصریحات کی روشنی میں بیان کیے ہیں۔ رسالہ صحیح معنوں میں ''منیر العین'' (آنکھیں روشن کرنے والا) ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان رسالوں کی اہمیت اور علمی قدر و قیمت کو محسوس کرتے ہوئے ان کا فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا۔ اور موضوع کا لحاظ کرتے ہوئے اصل نام کے بجائے تینوں کے مجموعے کا نام ''الھاد الکاف فی احکام الضعاف'' رکھا۔ ذیل میں اصل کتاب کی کچھ عبارت، پھر حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا عربی ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں بطور نمونہ پیش ہے تا کہ وہ خود ترجمہ ملاحظہ کر کے اس کی اہمیت محسوس کر سکیں۔

اردو عبارت از اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ ''منیر العین'' میں خطبہ کے بعد فرماتے ہیں: حضور پرنور شافع یوم النشور، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعا جائز ہے۔جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوئی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا۔جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قابل جواز متمسک بہ اصل محتاج دلیل نہیں۔پھر یہاں تو فقہ و حدیث، ارشاد و علماء و عمل قدیم وسلف صلحا سب کچھ موجود، علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر و ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن وحسین وحضرت نقیب و الیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلوٰۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں،۔جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب، مستطاب، مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی اور جامع الرموز، شرح نقایہ، مختصر الوقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد وردالمحتار حاشیہ و درمختار وغیرہ کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب و استحتان کی صاف تصریح آئی۔

عربی ترجمہ از تاج الشریعہ علیہ الرحمہ:

''ان تقبیل الابہامین اوالسبابتین ووضعھما علی العینین عند سماع اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان جائز قطعا ،وعلی جوازہ ادلۃ کثیرۃ عند المتبرع، ولو لم یکن دلیل فی ذالک خاص لکان عدم المنع من الشرع دلیلا علی الجواز کافیا ۔ ومن یقل بعدم الجواز فعلیہ ان یاتی بالدلیل۔

والقائل بالجواز متمسک بالاصل، والمتمسک بالاصل لایحتاج الی دلیل ، ثم ہاہنا کل من الحدیث والفقہ، واقوال العلماء ،وعمل صلحاء

السلف من قدم متوافر۔

روی العلماء المحدثون فی ھٰذا الباب احادیث عن سیدنا (صدیق الاکبر ابی بکر) ، وریحانتی الرسول سیدنا الامام (حسن و حسین) ،عن نقیب الاولیاء سیدنا ابی العباس الخضر ، علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا۔الصلوٰۃ والتسلیم، وغیرھم من الابرفی الدین، ذکر بعض تفاصیلہا الامام العلامۃ شمس الدین السخاوی۔رحمہ اللہ، فی الکتاب الامستطاب ’’المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ ‘‘ وورد التصریح باستحباب ھذا الفعل واستحسانہ فی جامع الرموز ، وشرح النقایۃ ، ومختصر القایۃ ،والفتاوی الصوفیہ ،کنز العباد ،ورد المحتار حاشیہ الدر المختار شرح تنویر الابصار وغیرہا من کتب الفقہ۔

عطایا القدیر فی حکم التصویر:

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا ایک شاہکار فتوی ہے۔اس کا موضوع ،تصویروں کے احکام ہے ۲۹/ صفر ۱۳۳۱ھ کو آپ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش ہوا کہ کسی دینی معظم شخص کی تصویر بطور تبرک مکانوں میں رکھنا ہے جائز یا نہیں؟

اس کے جواب میں آپ نے جاندار چیزوں کی تصویروں کے حرام ہونے پر وہ عالمانہ تحقیق پیش فرمائی جو آپ کی فقیہانہ عبقریت وکماں کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

اس رسالہ میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ کی جاندار کی ممنوع تصویروں کی کراہت اور ممانعت کی مشائخ کرام نے ایک تو یہ علت بتائی ہے کہ اس میں عبادت صنم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ دوسری علت یہ ہے کہ جہاں ممنوع تصویر رکھی ہو وہاں ملائکہ (فرشتے) نہیں جاتے اور جس مکان میں فرشتے نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے۔تیسری علت تعظیم اور تشبہ ہے۔

آگے امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مغز تحقیق یہ ہے کہ تحریم تصویر کی اصل علت تعظیم ہے، تعظیم ہی سے تشبہ پیدا

ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے۔لہٰذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئی ہیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں، کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں وغیرہ اگرچہ ایسی تصویروں کا بھی بنانا اور بنوانا حرام ہے۔

اور تشبہ دو قسم ہے۔ایک عام کہ مطلقا تصویر ممنوع بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے ۔دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیئت سے ظاہر ہو مثلا: تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشدا خبث ہے۔

تصویر کی علت کراہیت تشبہ عبادت ہے چاہے تشبہ خاص ہو یا عام مگر اتنا ضرور کہ وہ تصویریں ایسی ہوں جنہیں مشرک پوجتے ہوں اور جنہیں نہیں پوجتے تو وہ بت کے حکم میں نہیں۔

پھر اعلیٰ حضرت نے ایسی تصویروں کی کی چند قسمیں ہیں جنہیں تعظیم سے رکھنے یا ان کی طرف نماز پڑھنے سے تشبہ عبادت صنم نہیں ہوتا اور لکھا ہے کہ یہ سب موجب کراہت نہیں۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت مدلل اور محققانہ رسالہ ہے ۔ یہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف آخر میں شامل ہے جو صفحہ ۴۸ سے ص ۶۲ تک پھیلا ہوا ہے۔اسطرح یہ جہازی سائز کے اٹھارہ صفحات کو محیط ہے۔

رسالہ کی علمی اہمیت اور جلالت شان کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ نے رواں عربی زبان میں اس کا ترجمہ فرمایا ہے۔ترجمہ کا نمونہ مع اصل عبارت کے ذیل میں نذر قارئین ہے:

اردو عبارت از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان :

اللہ عزوجل !ابلیس کے مکر سے پناہ دے ۔دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکا رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی،شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں ۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمائی: ’’لا تدخل الملائکہ بیتا فیہ الکلب ولا صورۃ‘‘ رحمت

کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے، نہ اس وبال عظیم سے بچا جا سکتا ہے۔ بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی۔اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویر رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق اللہ فرمایا ،انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دینی ہوگا۔اور نبی بھی کون؟ حضرت شیخ الانبیاء، خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علیٰ ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہاں سے افضل واعلیٰ ہیں۔ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ و حضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں دیوار نہیں کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں ۔جب مکہ فتح ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرا دیں ۔جب کعبہ معظّمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشانات کچھ باقی تھے، پانی منگوا کر بہ نفس نفیس دھویا اور بنانے والے کو ’’قاتل اللہ‘‘ فرمایا (اللہ انہیں قتل کرے)ھٰذا معنی ماروی البخاری فی صحیحہ ، والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابو دائود عن جابر بن عبد اللّٰہ وعمرو نن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامہ بن زید رضی اللّٰہ تعالی عنہم کما فصلناہ فی فتاوانا۔

عربی ترجمہ از حضرت تاج الشریعہ

العیاذ باللہ من مکر ابلیس ,انما ابتدأعبادۃ الوثن فی العالم بانھم صوروا الصلحاء والتخذوا صورھم حبالھم وحسبوھا تؤید لذۃ العبادۃ,نفس ھٰذہ الصور صارت، معبودۃ علی مر الایام,قال رسول اللّٰہ صلی للہ تعالی علیہ وسلم فیما روی عنہ متواترۃ :’’لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ‘‘ وکون الصورۃ المعظم فی الدین لا یجوز ان یکون عذرا، ولن ینجی من ذالک الوبال العظیم اشد وبالا و نکالا : لان تلک الصورۃ الحیوانیۃ تشبہ عبادۃ

الوثن ،وکانہ صریح مخالفۃ للملۃ الاسلامیۃ آنفا قد سمعت الحدیث اولئک الرجال انما کانوا یتخذون صور الاولیاء ،ومن اجل ذالک قال فیہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صوروا فیہ تلک الصور ''اولئک شرار خلق اللہ ،ومن اعظم فی االدین من الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام؟ وای نبی ھذا شیخ انبیاء خلیل متفرد بالکبریاء سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم الذی ھو افضل واعلی بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من العلمین ،کانت الکفرہ نقشوا صورتہ وصور سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ و السیدہ البتول مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام علی جدار الکعبۃ۔

لما فتحت مکۃ بعث علیہ الصلوٰہ والسلام سیدنا عمر فقدم فمحاھا بامرہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ولما دخل الکعبۃ وجد بقیہ آثار لبعض الصور فدعا بالماء وغسلھا بنفسہ الزکیۃ،ودعی علی من وضعھا بقولہ '' قاتلھم اللہ '' ھٰذا معنی ماروی البخاری فی صحییح الامام الطحاوی عن ابن عباس و عمرو بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما فصلنا فی فتاوانا۔

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام:

اس رسالہ کا موضوع '' سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام اور امہات مکرمات کا اسلام وایمان'' ہے ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادر قدس سرہ کی بارگاہ میں حضرت مولانا سید محمد عبدالغفار قادری مدرس اعلیٰ جامع العلوم جامع مسجد ،بنگول کی جانب سے یہ سوال آیا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام تک مومن وموحد تھے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے یہ عظیم الشان محققانہ رسالہ تحریر فرمایا۔ اورقرآن وحکیم کے دس مستحکم دلائل ومتعدد وجوہ سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے ایمان کوثابت فرمایا اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ پینتیس جلیل القدر علماء کرام اور ائمہ کبار کا یہی مذہب مختار ہے پھر ان سبھی کے نام

بھی ذکر فرمائے۔ اور اخیر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کچھ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ جوانھوں نے اپنے وقت وفات اپنے فرزند کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کر کے کہے تھے، ان اشعار سے بھی ان کا اسلام وایمان ثابت ہوتا ہے۔

یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی گیارہویں جلد میں صفحہ نمبر ۱۵۴ سے صفحہ نمبر ۱۷۱ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح یہ بڑے سائز کے اٹھارہ صفحات کو محیط ہے۔ اس میں مجموعی طور پر اکتالیس حدیثیں، موضوع کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، یہ رسالہ نہایت روح پرور اور ایمان افروز ہے اور ایمان ابوین کے موضوع پر ایک منفرد شان کا حامل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے فصیح وبلیغ عربی میں اس کا ترجمہ فرمایا ہے، یہ ترجمہ نہایت وقیع، سلیس اور شستہ ہے جو دونوں زبانوں میں حضرت کی مہارت کا روشن ثبوت ہے۔ اصل رسالہ کی کچھ عبارت بطور نمونہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عربی ترجمے کے ساتھ نذر قارئین ہیں۔

نمونہ:

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن وطبقہ میں روئے زمین پر لا اقل (کم از کم) سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح البخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں ہر قرن میں خیار قرن تھے اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم، بالا نسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر وبہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء وامہات ہر قرن وطبقہ میں الٰہی بندگان صالح ومقبول سے ہوں۔ ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن عظیم ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔"

عربی ترجمہ: از حضرت تاج الشریعہ:

"اذ قد ثبت باحادیث صحاح انہ لم یزل علی وجہ صالحون لامحالة و ثبت بنفس الحدیث الصحیح عند البخاری ان اولئک الذین ظہر منہم النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانوا فی کل قرن وفی کل زمان من خیر القرون، والآیۃ القرآنیۃ ناطقۃ بان الکافر مہما کان لہ من شرف النسب وعلوا الحسب لا یجوز ان یکون خیر من عبد مومن فوجب ان یکون آباء النبی المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامہا تہ فی کل قرن طبقۃ من اولٰئک الصالحون، والا لکان الامر علی خلاف قول المصطفی قول المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المخرج فی صحیح البخاری وعلی خلاف قولہ سبحانہ تعالیٰ فی القرآن العظیم۔

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ:

محلہ فیل خانہ کان پور سے ۱۳۲۶ھ کو سید محمد آصف صاحب نے درجہ ذیل الفاظ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس استفتاء بھیجا۔:

حامی سنت، ماحی بدعت، جناب مولانا صاحب دامت فیوضہم بعد سلام مسنون الاسلام التماس رام کے ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کم ترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب وملازمان حضور کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ دو مصرعہ کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں اور غالبا اس ہیچ مداں کی رائے سے ملازمان بھی متفق ہوتے ہوں اور درصورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو

اس مصرع میں لفظ ''شہنشاہ'' خلاف حدیث ممانعت در بارۂ قول ''ملک الملوک'' ہے بجائے ''شہنشاہ'' اگر ''مرے شاہ'' ہوتو کسی قسم کا نقصان نہیں۔ دوسرا مصرع حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی تعریف میں

''بندہ مجبور ہے، خاطر پہ ہے قبضہ تیرا''

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور وہی ذات مقلب القلوب ہے۔ چوں کہ ایں ہیچ مداں، سراپا عصیاں کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض ''الدین

النصح‘‘ پر محمول فرمائی جائے۔ بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔‘‘

ان دونوں سوالوں کے جواب میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان نے ایسی تفصیلی اور محققانہ بحث فرمائی کہ اس نے ایک رسالہ کی شکل اختیار کر لی۔

پہلے مصرع پر تنقید کے جواب میں آپ نے جو تحقیق فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) ’’شہنشاہ‘‘ کا اگر معنی مجازی مقصود ہوا اور ازراہ تکبر اس کا استعمال نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب بندوں پر بلاشبہ جائز و درست ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص تکبر کے طور پر اپنے لیے استعمال کرے تو بلا شبہ یہ حرام و ناجائز ہوگا۔ بلکہ معنی حقیقی استغراقی کی صورت میں کفر ہو جائے گا۔

اور دوسرے مصرع تنقید کے جواب میں جو تنقیح پیش کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

’’مقلب القلوب‘‘ معنی حقیقی کے اعتبار سے اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے، لیکن اللہ اپنے خاص بندوں کو بھی اس طاقت و قوت سے نوازہ ہے۔ اس لیے عطائی مان کر اس کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے، اس میں شرعا کوئی خرابی نہیں۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت گراں قدر ، بیش قیمت اور محققانہ ہے، اس سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی تبحر، قوت استدلال، حفظ و استحضار اور عالمانہ ژرف نگاہی اور محققانہ فکر و بصیرت کا بہ خوبی اظہار ہوتا ہے۔

اس وقت اس رسالے کا جو نسخہ میرے سامنے ہے وہ شہنشاہ کون؟ کے نام سے ادارۂ افکار حق، بانسی بازار پورنیہ (بہار) کا مطبوعہ ہے۔ یہ ۱۶/ ۲۳ x ۳۶ سائز کے کے بچپن صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالے کے موضوع اور مضمون کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر عربی زبان میں اس کا نہایت شاندار ترجمہ فرمایا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں اصل عبارت مع ترجمہ پیش خدمت ہے۔

نمونہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ غیر خدا پر لفظ ’’شہنشاہ‘‘ کا اطلاق و

استعمال متعدد علماء کرام ،مشائخ عظام اورائمہ اعلام کے حوالے سے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائرملیں گے۔ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ وفقہ وعلماء وعرفار حمہم اللہ تعالیٰ وقدس اسرارھم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح سے اعرف واعلم تھے۔لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں اوراس لفظ کے منع و جواز میں تحقیق مناط کریں، کہ مسئلہ قطعا معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی۔

فاقول وباللہ التوفیق: ظاہر ہے کہ اصل منشا سے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے۔یعنی موصوف کا استثنا تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں،اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعا مختص بہ حضرت عزت وعز جلالہ ہیں اوراس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃ کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزل وجل بھی داخل ہوگا۔یعنی معاذ اللہ موصوف کواس پر بھی سلطنت ہے۔ہ ہر کفر سے بدتر ہے۔مگر حاشا نہ ہرگز مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلام مسلم سن کرکسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے۔بلکہ قطعا عہد یا استغراق عرفی ہی مراد،اوروہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے جیسا کہ علماء نے موحد کے انبت لربیع البقل (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی۔''

عربی ترجمہ:ازتاج الشریعہ

وجملۃ القول انک تجد نظائر مات فی کلمات الاکابر کیف یلیق بنا ان نطعن فی کل ھولاء ائمۃ والفقہاء والعلماء والعرفاء قدست اسرارھم وقد کانو ا اعرف منا واعلم بکل حال، لذالک یجب ان نستعمل بتوفیق اللہ النظر الفقھی،وان نحقق المناظ فی المنع من اطلاق ھذا اللفظ وجوازہ لان المسئلۃ معقولۃ المعنی، ولیست مجرد امر تعدی۔

فاقول وباللہ التوفیق: ظاہر ان منشاء المنع من اطلاق ھذا اللفظ جملۃ علی الاستغراق حقیقۃ فمعناہ علی ھذا اکون الموصوف بھذا سلطانا

الجمیع الملوک ، وثنیا الموصوف عن ھٰذا الاستغراق امر عقلی ، لانہ لا یعقل کون المرء ملکا علی نفسہ وھٰذا المعنی مختص باللہ جل جلالہ قطعا واطلاقہ بارادۃ ھٰذا المعنی علی غیر اللہ صریح کفر ، حیث بندرج اللہ سبحانہ تعالیٰ، عیاذ باللہ وھٰذا اکفر شر من کل کفر، ای الموصوف لہ سیطرۃ علیہ سبحانہ و تعالیٰ عیاذ باللہ ، ھٰذا کفر شر من کل کفر، ولٰکن حاشا لا یجوز ان یرد مسلم ھٰذا المعنی، ولا یتبادر ذہن مسلم بعد ما سمع للہ ھٰذا اللفظ الی ھٰذا المعنی ،بل قطعا العہد او الاستغراق العرفی ھو المراد ، وھو المفہوم المستفاد ،والقرینۃ القاطعۃ علیٰ ذالک اسلام القائل کما صرح العلماء فی قول الموحّد : ابنت اللہ الربیع البقل۔"

اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین

مولانا محمد عمر الدین قادری ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ سوال آیا کہ اہل سنت کے کسی قدیم قبرستان کو کھود کر اپنے لیے مکان بنانا مذہب حنفی کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسا کرنے سے قبروں میں مدفون مردوں کی توہین ہوئی ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء ، اولیاء، شہداء کی قبریں ڈھا کر ان کی توہین کرنا فرقہ مبتدعیہ وہابیہ کا شعار ہے۔ وہابیوں کے پیشواؤں کی کتابیں ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہیں جن سے ان خاصان خدا کی اہانت ہوتی ہے۔تو جب ان محبوبان بارگاہ الٰہی کی توہین کرنا ان کے مذہب میں روا ہے تو عام مومنین کی قبروں کو ڈھانا، ان کی توہین کرنا ان پر مکان بنانا انہیں کیوں کر روا نہ ہوگا ،بہر حال مسلمانوں کی قبریں ڈھانا ، ان پر مکان بنانا ،انہیں ایذا دینا اور ان کی توہین کرنا ہرگز جائز نہیں ، پھر کثیر کتب حدیث وفقہ وفتاویٰ سے اپنے موقف کی تائید میں عبارتیں پیش کی ہیں آپ کا یہ وقیع فتویٰ متوسط سائز کے سات صفحات کو محیط ہے۔اس پر مولانا عبد الغفور، مولانا محمد بشیر الدین ،مولانا عبد الرشید دہلوی ،مولانا محمد فضل المجید بدایونی ،مولانا عبد المقتدر بدایونی ، مولانا محمد فضل احمد بدایونی ، مولانا محمد ابراہیم قادری مولانا محمد حافظ بخش مدرس

مدرسہ محمدی بدایوں ، مولانا محب احمد قادری ، مدرس مدرسہ شمسیہ جامع مسجد بدایوں، کی تصدیقات ہیں۔آخری تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی ہے، جو مولانا محمد عمر الدین ہزاروی علیہ الرحمہ کی درخواست پر آپ نے قلم بند فرمائی ، اس تصدیق نے ایک رسالہ کی صورت اختیار کر لی اور اس کا تاریخی نام ''اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین'' ہے اس سے ۱۳۲۲ھ کے اعداد نکلتے ہیں۔

اس رسالہ میں دو وصل ہیں،وصل اول میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔کہ مسلمانوں کی قبروں کی تعظیم ضروری اور توہین ممنوع اور ناجائز ہے۔اس میں ان امور کا بھی تفصیلی بیان ہے جن سے اصحاب قبور کو اذیت پہنچتی ہے۔

اور وصل دوم میں وہابیوں کی بے سر و پا دلیلوں پر تنقید اور اس بات کا واضح بیان ہے کہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں رہائش کے لیے مکان بنانا تو بہت دور، کوئی وقتی مکان بنانا بھی ناجائز وحرام ہے، پھر اس تصدیقی رسالہ پر درج ذیل علماء نا اہل سنت کی گراں قدر تصدیقات وتائیدات ہیں۔ (۱) مولانا محمد سلطان احمد خاں (۲) مولانا محمد عبد اللہ (۳) مولانا محمد نعیم پشاروی (۴) مولانا سید حیدر شاہ قادری (۵) مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری علیہم الرضوان ، یہ محققانہ رسالہ بڑے سائز کے چالیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔اور اپنے موضوع کے تمام ضروری گوشوں کو محیط ہے

اس رسالہ کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کا عربی میں ترجمہ فرمایا ہے تا کہ اردو سے ناآشنا عربی داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے نمونے کے طور پر ترجمہ مع اصل عبارت قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

نمونہ:

بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین، بلکہ خاص مزارات اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان ہی کی قدر نہیں۔بلکہ حتی الوسع ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلے سے قابو چلے انہیں نیست ونابود و پامال کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ان کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا۔جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں۔کہ ''مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا''

حالاں کہ شرع مطہر میں مزارات اولیاء تو مزارت عالیہ، عام قبور مسلمین مستحق تکریم و ممتنع التوہین، یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں: قبروں پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔ قنیہ میں امام علامہ ترکمانی سے ہے: **یأثم یوبوطء القبور لان سقف القبر حق المیت۔**

حتی کہ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی نعلین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پر پڑھ جائے تو تمام قبر جنت کے مشک وعنبر سے مہک اٹھے۔ اگر مسلمان کے سینے، منھ، اور سر اور آنکھوں پر اپنا قدم اکرم رکھیں تو لذت ونعمت وراحت وبرکت میں ابدالاباد تک سرسار و سرفراز رہے ۔ وہ فرماتے ہیں:

''لان امشی علی جمرة او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلم'' (بے شک چنگاری یا تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں. (رواہ ابن ماجہ بسند جید عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور وہابیت کو اس کی فکر ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں، لوگ چلیں پھریں، قضائے حاجت کریں، بھنگی اپنے ٹوکرے لے کر چلیں۔

اگر ایں ست پسند تو نصیبت بادا۔''

اہلاک الوہابین علی توہین قبور المسلمین، ص: ۴۴۰ مشمور: مخالفین تقلید کا ایک جائزہ، ناشر: طلبہ جماعت، جماعت فضیلت سال اول، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔

ترجمہ از تاج الشریعہ علیہ الرحمہ:

والحقیقة انه لا حرمة فی عیون الوہابیة لقبور المسلمین، بل لا حرمة عندہم خاصة لاضرحة الاولیاء الکرام علیہم الرحمة الرضوان، بل یریدون اهانتها ما استطاعو، یهتمون باعدامها وروسها بای حیلة تمکنهم عندهم یحول الانسان حجرا کما شیئا مع ان اضرحة الاولیاء وقبور الاولیاء قبور عامة المسلمین تستحق التکریم، ویمتنع التوہین حتی ان العلماء قالوا

وضع القدم علی القبر مو ثم لان سقف القبر حق للمیت۔

فی القنیۃ عن الامام العلائی ترک مانی : یا ثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت"

حتی ان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو ان تراب نعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اصاب قبر فاح جمیع القبر مسکا و عنبرا من طیب الجنت، لو انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ووجہہ، راسہ وعینیہ لنعمہ وافتخر ملذتہ و تنعمہ و اراحتہ، وبرکتہ، لٰکن مع ذالک المقام الجلیل یقول محمد صلی اللہ تعالیٰ علہ وسلم، لان امشی علی جمر او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلم" رواہ ابن ماجہ بسند جید عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، والوہابیہ یحاولون ان تبنی ابنیہ علی قبور المسلمین بحیلۃ وان یمشی علیہا الناس وان یقضوا حاجاتہم من الغائط والبول وان یدوسہا الکانسون حاملین سلالہم۔

ان کنت تحب ھٰذا فلیکن نصیبک" ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تیسیر الماعون للسکن ف الطاعون

۲۶ صفر ۱۳۲۵ھ کو مولوی محمد نفیس بن محمد ادریس قصبہ نگرام ضلع لکھنو کی جانب سے نو سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ودس سرہ کی بارگاہ میں آیا جس کا حاصل یہ تھا کہ طاعون کے خوف سے کسی بستی سے بھاگنا شرعا کیسا ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، شروح وحدیث اور فقہی جزیہات کی روشنی میں جواب دیا کہ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔ اور فرار کی ترغیب دینے والے پر فرار ہونے لگے سے زیادہ وبال ہے۔ اور جو حدیثیں اس موقف کی تائید وتوثیق میں پیش کی گئی ہیں ان میں طاعون سے بھاگنے پر سخت وعید ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے۔

اس رسالے کے تاریخی نام ''تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون'' ہے۔ جس سے ۱۳۲۵ھ اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف اول میں شامل ہے۔ اور صفحہ ۲۵۷ سے ص ۲۶۴ تک بڑے سائز کے آٹھ صفحات کو محیط ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کا شاندار عربی میں ترجمہ فرمایا ہے۔ جو آپ کی فنی مہارت وکمال کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ بطور نمونہ کچھ عبارت مع عربی ترجمہ نذر قارئین ہے۔

نمونہ:

جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم، رؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا۔ ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے۔ ان کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیران۔ پھر جو مریں گے ان کی تجہیز وتدفین کون کرے گا؟ جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ اور ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا۔ بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم میں پہنچائیں۔ اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی و بے کسی ان مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی۔ جسے شرع قطعا حرام فرماتی ہے۔

عربی ترجمہ از حضرت تاج الشریعہ

من جملة الحکم التی منع من اجلھا الحکیم الکریم، الرئوف الرحیم علیه وعلی آله الصلوۃ والتسلیم عن الفرار من الطاعون انه لو فر الاصحاء لضاع المرضی، ولا یبقی من یمرضھم ولا من یتعدھم، فمن یقوم بتجھز الموتی وتکفینھم کما شاع فی الوثنین ببلدنا ونواحیه ان الاولاد والاباء والامھات التخذوا سبیلھم، والحمال حملوا جیف اکابرھم علی العربات وو اصلوہم النار ولو ان الشرع المطھر اذن المسلمین بالفرار لکان ھذا العجز فقد العون احدق بالمرضی والموتی منھم الامر الذی حرمه الشروع قطعا۔

قلت وقت کے باعث اس موضوع کے دیگر ذیلی گوشوں پر روشنی نہیں ڈالی جاسکی، باقی پھر کبھی انشاءاللہ تعالیٰ۔

اخیر میں اس اعتراف کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں:

''ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا''
